سوال

(36) "خلق اللہ آدم علی صورتہ " کا مفہوم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حدیث "خلق اللہ آدم علی صورتہ " کا کیا معنی ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ حدیث بروایت حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بخاری کے کتاب الاستئذان باب بدء السلام اور مشکاۃ میں کتاب الادب، باب السلام میں ہے ۔ صحیحین میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے :

خلق اللہ علی صورتہ طولہ ستون ذراعا ([1])

یعنی اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ان کا قد ساٹھ گز تھا ۔ اور اس حدیث کی مراد کی تعیین میں کئی اقوال ہیں ۔

اول :

یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو آدم کی صورت پر پیدا کیا پہلے ہی ساٹھ گز کے قد سے نہ کر دوسروں کی طرح کئی اطوار میں، کہ پہلے صبی ہوتا ہے پھر طفل پھر مرد بن جاتا ہے ۔ اور اس قول پر دہریہ کا مذہب باطل ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ انسان کا ہمیشہ دوسرے انسانوں کے نطفہ ہی سے پیدا ہوتا چلا آیا ہے ۔

دوسرا :

یہ کہ ضمیر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف راجع ہے اور "صورت " صفت کے معنی میں ہے ، یعنی انسان سننے والا، دیکھنے والا، بولنے والا، جاننے والا پیدا کیا، اور اپنا مظہر بنایا ۔

تیسرا :

یہ کہ اضافت تعظیم کی وجہ سے ہے جیسے بیت اللہ اور روح اللہ کہتے ہیں کیونکہ ان کی ابتداء پہلے کسی مثال پر واقع نہیں ہوئی۔

چوتھا:

قول یہ کہ، یہ حدیث صفات میں سے ہے جس کی تاویل نہیں ہو سکتی۔

پانچواں:

یہ کہ ضمیر اخ یا عبد کی طرف سے راجع ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے۔

اذا ضرب احدکم فلیجتنب الوجہ ([2])

یعنی جب کوئی تم سب سے اپنے بھائی کو مارے تو چہرے پر نہ مارے۔

چھٹا:

یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ایسی صورت میں پیدا کیا کہ حیوان کی کوئی نوع اس صورت میں اس کی شریک نہیں۔ کیونکہ یہ کبھی علم، کبھی جہالت، کبھی نیکی اور کبھی گناہ کے ساتھ موصوف ہے۔

ساتواں:

یہ کہ عجیب شکل پر جمال و کمال سے پیدا ہوا اور پہلے اس کی کوئی مثال نہ تھی اسی لئے اس کو عالم صغیر کہتے ہیں کہ ہر مخلوق سے اس میں نمونہ ہے۔

آٹھواں:

یہ کہ خدا تعالیٰ کی صورت ہے، چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے " علی صورۃ الرحمن " لیکن اہل الحدیث کے ہاں یہ روایت صحت کو نہیں پہنچتی اور اگر مان بھی لیں تو صورت سے مراد صفت ہو سکتی ہے۔

نواں:

یہ کہ صورت سے مراد شان اور حال ہو یعنی مسجود ملائکہ، حیوانات کا مالک اور ان پر قابو پانے والا بنایا۔ اور اس معنی پر کلام تمثیل و استعارہ پر مبنی ہے۔

تو متن حدیث کے لحاظ سے موزوں ترین وجہ اول ہے، اور اس کا مؤید لفظ ستون ذراعا ہے۔ اور دوسری وجہ بھی اس کے قریب قریب ہے اور باقی سب وجوہ تکلف سے خالی نہیں اور حدیث کا ظاہر اس سے انکار کرتا ہے۔

[1] مسلم 4/2182، فتح الباری 11/3 مصابیح 3/466

[2] مسند احمد 2/244 ابوداؤد 6314 مسلم 4/2016، ادب المفرد 74، مصابیح 2/558

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ نواب محمد صدیق حسن

صفحہ: 352

محدث فتویٰ